33

ملکانہ تحریک اور جماعت احمدیہ

(فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

آج کچھ دوست جو تبلیغ کے لئے ملکانہ گئے ہوئے تھے واپس آئے ہیں اور کچھ جانے والے ہیں۔ میں نے جس وقت اس کام کو شروع کیا تھا اس وقت کچھ دوستوں کو بلا کر ان سے اس بارے میں مشورہ لیا تھا کہ آیا اس کام میں ہاتھ ڈالا جائے یا نہیں۔ اس وقت ایک یا دو دوستوں کی یہ رائے تھی کہ اس کام میں دخل نہ دیا جائے لیکن باقی احباب کی یہی رائے تھی کہ ضرور اس کام کو اپنے ذمہ لیا جائے اور پورے طور پر اسلام کی حفاظت کرنے کے لئے تیاری کرنی چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ رائے درست تھی لیکن میں نے کئی بار دوہرا دوہرا کر اس امر کو پیش کیا اور بتا دیا کہ اگر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کام کو شروع کیا جائے تو پھر اسے کسی طرح نہیں چھوڑ سکیں گے۔ اگر ایک دفعہ اس میدان میں چلے گئے تو پھر ہم نہیں لوٹ سکیں گے۔ اور لوگ جائیں گے اور کچھ عرصہ کے بعد چھوڑ چھاڑ کر واپس آجائیں گے لیکن ایک دفعہ اس میدان میں جاکر پھر ہمارے لئے وہاں سے لوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ نہ شرعاً" نہ اخلاقاً" اور نہ اپنی عزت کے لحاظ سے۔ میں نے بار بار کہا کہ اس امر کو پہلے پوری طرح سوچ لو اور سوچنے کے بعد اپنی رائے قائم کرو۔ لیکن میری اس تاکید پر دوستوں نے اسی بات پر زور دیا کہ اس کام میں ضرور دخل دینا چاہیئے۔ اس مشورہ کے بعد میں نے ایک جلسہ کیا جس میں باقی تمام جماعت کو بھی اس کام کی طرف متوجہ کیا اور اس وقت میں نے توجہ دلائی تھی کہ اس کام کے لئے ہمیں اس قدر طاقت اور ہمت خرچ کرنی پڑے گی کہ اس کے مقابلہ میں ہمارے پہلے کام بالکل معمولی ہونگے۔ جس وقت میں نے پہلی تقریر کی تھی اس وقت سلسلہ ارتداد کی پوری حقیقت اور اہمیت نہیں معلوم ہوتی تھی اور لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چند دن کی بات ہے یہاں تک کہ اس میدان میں کام کرنے والوں کا بھی یہ خیال تھا کہ چند دن کے اندر یہ فتنہ فرو ہو جائے گا۔ لیکن میں نے اس وقت ہی بتا دیا تھا کہ یہ چند دن کا کام نہیں بلکہ کئی سالوں کا کام ہے۔

اور اس کام میں سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کی ضرورت نہیں بلکہ لاکھوں آدمیوں کی ضرورت ہے کیونکہ مجھے اس وقت وہ کچھ نظر آتا تھا جو آج دوسرے لوگوں کو نظر آرہا ہے۔ میری آنکھ بہت دور تک دیکھتی تھی۔ مگر دوسروں کی آنکھ وہ کچھ نہیں دیکھتی تھی۔ کام تو دونوں کو نظر آتا تھا لیکن دوربینوں کا فرق تھا۔ میری آنکھ پر جو دوربین تھی۔ وہ بہت دور تک دیکھتی تھی اور صاف دیکھتی تھی۔ لیکن دوسروں کی آنکھ پر جو دوربین تھی وہ اس قدر دور تک نہیں دیکھتی تھی اس سے دھندلی نگاہ پڑتی تھی۔ اسی لئے میں نے اپنی ابتدائی تقریروں میں ہی کھول کر بتا دیا تھا ممکن ہے اس وقت لوگ سمجھتے ہوں کہ شاید جوش دلانے کے لئے اور مبالغہ کے طور پر میں تقریر کرتا ہوں۔ لیکن مجھے دنیا کے اثرات پر نظر ڈالنے سے جو اس وقت معلوم ہوتا تھا وہی درست نکلا۔ اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہی درست تھا۔ اور محض جوش دلانے کے لئے نہیں کہتا تھا۔ اس وقت جتنا وقت وہاں کام کرنے کے لئے لوگوں کے ذہن میں تھا وہ قلیل وقت تھا۔ جب کہ ابھی لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھا اس وقت میں نے کہا تھا کہ یہ مت سمجھو کہ یہ سلسلہ ارتداد ملکانوں تک ہی محدود رہے گا بلکہ دوسری قوموں تک بھی چلے گا چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد یہ سلسلہ کشمیر' چمبہ' سندھ وغیرہ میں بھی شروع ہو گیا اور ابھی اور علاقے ہیں جن میں ریشہ دوانیاں شروع ہیں۔ تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں۔ مجھے ایک دوست کی طرف سے چٹھی آئی جس میں اس نے بتایا کہ ایک اور قوم کے متعلق آریہ کوشش کر رہے ہیں۔ ایک مخفی چٹھی ایک آریہ سماج نے پھیلائی ہے جس کی نقل اس دوست نے بھیجی ہے تو اس وقت چھ سات قومیں ہیں جن کے متعلق یہ تحریک جاری ہے۔ پس ان واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ جو کچھ میں نے بتایا تھا وہ خدا کی طرف سے القا تھا۔ جوش دلانے کے لئے اور مبالغہ کے طور پر نہیں کہا تھا۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں نے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ اس کام میں ہمیں پہلے کی نسبت بہت زیادہ طاقت اور ہمت خرچ کرنی پڑے گی اور اس فتنہ کو روکنے کے لئے بہت سی قربانیاں کرنی پڑیں گی۔ اس فتنہ کو روکنے کے لئے جماعت کو جس قدر کوشش کرنی چاہیئے تھی اس قدر کوشش سے کام نہیں لیا گیا۔

میں اب بھی کہتا ہوں کہ تمام مسلمان جو ہند میں ہیں وہ اس وقت خطرہ میں ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور جو کچھ میں نے کہا تھا وہ آج واقعات سے ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں بنارس میں جو ہندوؤں کی سبھا قائم ہوئی تھی اس میں مدن موہن مالوی کی صدارت میں تمام مسلمانوں کو ہندو بنا لینے کی تجویز پاس کی گئی ہے۔ اسی طرح ایک جگہ سے خط آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ عیسائیوں کی طرف سے اس فتنہ ارتداد کی تحقیقات کے لئے کہ یہ کب تک رہے گا ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جس نے دریافت کیا ہے کہ اس وقت ہندوؤں کا ارادہ ہے کہ ہندوستان کی وہ قومیں جو

ہندوؤں سے مسلمان ہوئی ہیں ان کو پھر واپس لیا جائے۔ اور اس کے لئے فی مسلمان ایک ہزار روپیہ تک خرچ کرنے کے لئے ہندو تیار ہیں۔ ہندوستان میں ایسے مسلمانوں کی آبادی آٹھ کروڑ کے قریب ہے اور ایک ہزار فی آدمی خرچ کرنے کے یہ معنے ہیں کہ ۸۰ ارب روپیہ مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے خرچ کیا جائے گا یہ وہ رقم ہے جسے انگریز قوم نے چھ سالہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں خرچ کیا ہے۔ مگر ہندو قوم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اتنی رقم خرچ کر کے مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جائے۔ اب ان لوگوں کے جو ارادے ہیں وہ اگرچہ ارادے ہی ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ ارادے خدا کے ارادوں کے مقابلہ میں ہیں کیونکہ خدا کا تو یہ ارادہ ہے کہ یہ ہندو قوم جو مسلمانوں کو ہندو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اسی کو اسلام میں لا کر ان کے ہی منہ سے کہلایا جائے کہ غلام احمد کی جے۔ مگر یہ زندہ اور کام کرنے والی قوم کے ارادے ہیں۔ اس لئے ان کے ارادوں کو دیکھ کر ہمیں بھی پوری محنت اور طاقت سے کام کرنا پڑے گا۔ مجھے تو ایسے ارادوں کو سننے سے خوشی پیدا ہوتی ہے کیونکہ اس قوم نے آخر مسلمان ہو کر ہم میں شامل ہونا ہے اور ہمارے ساتھ مل کر کام کرنا ہے اگر ان کی ہمتیں پست ہونگی تو ہمیں کیا مدد دے سکیں گے ہاں جب ان کے ایسے بلند ارادے ہونگے تو ضرور مفید ثابت ہونگے۔ پس خدا کا منشاء تو ضرور پورا ہونا ہے اور ہندو اسلام کے حلقہ بگوش ہونگے مگر میں نے بارہا بتایا ہے کہ یہ کوئی شرط نہیں کہ کس کے ہاتھ سے پورا ہو۔ اس لئے ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ ہمارے ہی ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ اور وعدہ پورا ہو لیکن ہم اگر کچھ نہ کریں گے اور کوئی اور قوم آکر دشمن کو پامال کرے گی تو ہمارے لئے کونسی خوشی ہوگی۔ ہمارے لئے تو خوشی تب ہی ہے جب ہم دشمنوں کا مقابلہ کریں اور ہمارے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ کے وعدے پورے ہوں۔ مگر مجھے افسوس آتا ہے کہ جن دوستوں نے کہا تھا کہ خواہ کچھ ہو ہم کام کریں گے اور اسلام کی حمایت کریں گے۔ انہوں نے اس کام میں بہت کوتاہی کی ہے اور جس قدر حق تھا کام کرنے کا' اس قدر کام نہیں کیا۔ وہ مشورہ مشورہ نہیں ہوتا جب مشورہ دینے والا خود اس پر نہ چلے۔ مگر مشورہ دینے والے بہت سے لوگوں نے اپنے اعمال سے یہ ثابت نہیں کیا کہ انہوں نے دوسروں میں جوش پیدا کرنے کے لئے اور اس کام کو جاری رکھنے کے لئے کوئی ممتاز کام کیا ہو۔

پھر ان سے شکوہ کے علاوہ مجھے باقی جماعت سے بھی شکوہ ہے کہ لوگوں نے علاقہ ملکانہ میں جانے کے لئے نام لکھائے مگر جب ان کو علاقہ ارتداد میں جانے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے بہت چھوٹے چھوٹے عذر پیش کر دیئے اور بعضوں نے تو بعد میں مجھے لکھا کہ جو آپ نے خطبہ پڑھا ہے اگر ہمیں پہلے پتہ ہوتا کہ اس قسم کا خطبہ تم پڑھو گے تو ہم نام درج ہی نہ کراتے۔ گویا انہوں نے پہلے نام لکھا کر ہم سے تمسخر کیا۔ دیکھو ابھی جانوں کی قربانی کا وقت نہیں آیا۔ لیکن ہماری آج کی قربانیوں سے

آئندہ کی قربانیوں کا اندازہ ہو سکتا ہے اور ہماری آج کی قربانیوں پر قیاس ہو سکتا ہے کہ ہم آئندہ کیسی قربانیاں کریں گے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ فتنہ ارتداد کو صحیح طور پر روکنے کے لئے ہزاروں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اور ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جن کے سامنے محض دین ہو۔

بے شک اس سے زیادہ شاندار مثال قربانی کی اور اس سے زیادہ خوبصورت مثال قربانی کی اس سے پہلے جماعت میں نہیں پائی جاتی۔ جو لوگ تبلیغ کے لئے گئے ان کا بہت بڑا حصہ ایسا تھا جو دین کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار تھا اور جو کچھ ان سے توقع کی جاتی تھی وہ انہوں نے پوری کی۔ اسی طرح آئندہ جانے والوں میں بھی بہت سے ایسے دوست معلوم ہوتے ہیں جو سچے اخلاص اور جوش کے ساتھ قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ابھی ایک ڈاکٹر نے جو دس سال سے سرکاری ملازم تھا اس نے علاقہ ارتداد میں جانے کے لئے استعفیٰ دے دیا کیونکہ اسے رخصت نہ مل سکی۔ اس نے یہ گوارا نہ کیا کہ پیچھے رہے بلکہ یہ پسند کیا کہ اپنی ملازمت کو قربان کر دے۔ حالانکہ لوگ پرانی ملازمتوں کو کسی طرح بھی نہیں چھوڑا کرتے کیونکہ پرانی ملازمت سے ان کے بہت سے حقوق قائم ہو جاتے ہیں۔ دس پندرہ سال کی ملازمت کو تین ماہ کے کام کے لئے بالکل چھوڑ دینا یہ ضرور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے اندر ایمان نہایت مضبوطی سے گڑ گیا ہے۔

تو ایسے لوگ ہماری جماعت میں موجود ہیں مگر باوجود اس کے اگر ایک آدمی بھی ایسا نظر آئے کہ جو اپنے ایمان اور اخلاص میں کمزور ہو تو مجھے چین نہیں آسکتا۔ دیکھو اگر کسی ماں کے سو بیٹے ہوں جن میں سے ایک بیمار ہو تو کیا وہ اس لئے چین سے سو سکتی ہیں کہ اس کے ۹۹ بیٹے تندرست ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ بیمار بیٹے کے لئے ہر وقت بے چین رہے گی اور جب تک اسے شفا نہ ہو جائے گی آرام نہ کرے گی۔ اسی طرح وہ لیڈر اور وہ امام جو کسی جماعت کی ترقی کا خواہاں اور ایک دور بین نگاہ رکھنے والا ہو۔ وہ قطعاً" اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ اس کی جماعت کا کوئی بھی فرد ایمان اور اخلاص سے خالی رہے۔ اور جب تک جماعت کے تمام کے تمام افراد اس ایمان پر قائم نہ ہو جائیں اور اس قربانی کے لئے تیار نہ ہو جائیں کہ جس کی ایک مومن جماعت کو ضرورت ہے تب تک وہ رئیس یا سردار نہیں کہلا سکتا۔ اگر جماعت کے کسی فرد میں کسی قسم کی کوتاہی ہو تو وہ رات اور دن غم کھا کھا کر ان کے لئے دعائیں کرے گا تاکہ خدا تعالیٰ وہ حالت پیدا کرے کہ وہ دین کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

پس میں دیکھتا ہوں کہ کئی تو ایسے لوگ ہیں جو پرواہی نہیں کرتے کہ ہمیں کیا کہا جاتا ہے۔ اس لئے وہ معمولی معمولی عذر پیش کر کے انکار کر دیتے ہیں اور کئی ایسے ہیں جن کو ایک طرف دنیاوی حالات اپنی طرف کھینچتے ہیں اور ایک طرف دین کی ضروریات اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ یہ لوگ اپنے

حالات میرے پاس پیش کرتے اور میرے منہ سے نکلوانا چاہتے ہیں کہ میں انہیں کہدوں تم ابھی نہ جاؤ۔ اور کئی لوگ ایسے ہیں جو جاتے تو ہیں لیکن افسردہ خاطر ہوتے ہیں۔ ہاں ایک گروہ اور بڑا ایسا بھی ہے کہ جو خوش ہوتا ہے کہ انہیں خدمت دین کی توفیق ملی۔ میں اپنے دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ کام کوئی معمولی کام نہیں اس لئے اس کی اہمیت کو سمجھو اور اس کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے وہ کرو۔ معمولی معمولی عذرات نہ پیش کرو۔

وہ دوست جنہوں نے ابھی تک نام پیش نہیں کئے ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ ایسے موقعے بار بار نہیں آیا کرتے۔ بے شک قربانیوں کے اور بھی زمانے آتے رہیں گے لیکن ایسی قربانیوں کے موقعے نہیں آئیں گے جو ان خلفاء کے زمانہ میں آتے ہیں جنہوں نے مسیح موعودؑ کو دیکھا آپ سے تربیت پائی آپ کے صحابی کہلائے۔ ان کے بعد تابعین کا زمانہ ہوگا اور اس وقت قربانیوں کا وہ ثواب نہیں ملے گا جو آج کی قربانیوں کا مل سکتا ہے۔ اس لئے کہ ان کے لئے جو آسانیاں ہونگی وہ آج ہمارے لئے نہیں ہیں۔

ہم اس وقت دین کے لئے اپنے مال گھروں سے نکالتے ہیں جب پیچھے کچھ بھی نہیں رہتا لیکن وہ لوگ اس وقت اپنے مال نکالیں گے جب کہ ان کے پاس باقی مال بھی بہت سا ہوگا۔ پھر ہم اس وقت دین کی خدمت کے لئے نکلتے ہیں جبکہ ہمارے پیچھے کوئی نہیں ہوتا لیکن وہ لوگ اس وقت نکلیں گے جبکہ ایک آدمی اگر باہر نکلے گا تو ہزار آدمی اور اس کی جگہ موجود ہوگا۔ پھر وہ ایسے وقت قربانیاں کریں گے جب ان کے خزانے مال و دولت سے پُر ہونگے اور ضرورت سے زیادہ ان کے پاس آدمی ہونگے۔ مگر ہم اس وقت نکل رہے ہیں جب ہمارے پاس نہ خزانے ہیں نہ فوجیں ہیں نہ کافی آدمی ہیں تو اس وقت قربانیوں کی بہت ضرورت ہے اور ہماری اور ان کی قربانیوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

پس میں اپنے دوستوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ سستی کو چھوڑ دیں اور قربانی کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ یہ ایک خاص موقع ہے اس سے فائدہ نہ اٹھانا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو بھی وہاں جائے گا وہ ضرور ایمان دار ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جاہلیت کی وجہ سے جائے جیسے نبی کریمؐ کے زمانہ میں ایک شخص ایک جنگ میں بڑی شجاعت سے لڑ رہا تھا اور کئی لوگوں کو اس پر رشک آرہا تھا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا۔ اگر کسی نے دنیا میں چلتا پھرتا جہنمی دیکھنا ہو تو اسے دیکھ لے۔ بعض صحابہ حیران ہوئے کہ یہ شخص جو کفار کے ساتھ لڑائی میں اس قدر ہلکان ہو رہا ہے یہ کیسے جہنمی ہو سکتا ہے اس خیال کا پیدا ہونا ایک صحابی کو ناگوار گزرا اور اس نے ارادہ کیا کہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق نہ کرلوں۔ اس شخص کا پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ اس ارادہ سے وہ اس کے پیچھے لگ گیا۔ آخر وہ زخمی ہو کر جب گرا اور لوگوں نے اسے

کہا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو تو وہ کہنے لگا جنت کی نہیں جہنم کی بشارت دو کیونکہ میں دین کے لئے نہیں لڑا بلکہ اس قوم سے مجھے دشمنی تھی اور میں انتقام لینے کے لئے لڑتا رہا۔ چونکہ اس کے اندر ایمان نہ تھا۔ اور نہ دین کی خاطر لڑتے ہوئے زخمی ہوا تھا۔ اس لئے زخموں کی تکلیف نہ برداشت کرسکا اور نیزہ گاڑ کر اور اس پر اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر کے مرگیا اور اس طرح جہنم میں چلا گیا۔

تو ایسے لوگ ہو سکتے ہیں کہ جو حمیت جاہلیت کی وجہ سے کام میں حصہ لیں لیکن ایسے لوگ کم ہوتے ہیں زیادہ تر وہی ہوتے ہیں جن کی ایسے وقت میں ایمان کی آزمائش ہوتی ہے اور یہ ان کے ایمان کی مضبوطی اور تازگی کا وقت ہوتا ہے۔ پس بہت ہی افسوس ہوگا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے بھائیوں کو جاتے ہوئے دیکھا مگر وہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہے اور انہوں نے اپنے آپ کو پیش نہ کیا۔ اس وقت ان قربانیوں کا یہ ثواب نہ ہوگا جس کا آج موقعہ ہے جبکہ احمدیت چاروں طرف پھیل جائے گی اور جبکہ قوت اور طاقت اس کے پیچھے ہوگی۔ اس لئے اس وقت کو غنیمت سمجھو اور جو کچھ کما سکتے ہو۔ کما لو۔ بہت سا زمانہ ہماری غفلتوں اور سستیوں میں گذر گیا ہے۔ اب جن لوگوں کو مسیح موعود کا نام پہنچے گا وہ کس قدر افسوس کریں گے اور ہم پر غصہ ہوں گے کہ کیوں انہوں نے ہمیں پہلے نہیں بتایا۔ ابھی چند دن گزرے ہیں علی گڑھ کے ضلع سے کچھ لوگ آئے تھے۔ جنہوں نے نہایت افسوس کا اظہار کیا کہ ہمیں مسیح موعود کا زمانہ نہیں ملا اور افسوس کہ ان کے زمانہ میں ہمیں کسی نے نہ بتایا کہ مسیح موعود آگئے ہیں۔

ان کے دل میں مسیح موعود کی اس قدر محبت تھی کہ جب انہوں نے حضرت مسیح موعود کا ذکر سنا تو بار بار افسوس کرتے کہ ہمیں مسیح موعود کی زندگی میں ان کا پتہ نہ لگا اور اس وقت ان پر ایمان نہ لا سکے۔ ایسے لوگ اگر مسیح موعود کا زمانہ پاتے تو کس قدر انہیں خوشی ہوتی۔ پس کیسے افسوس کی بات ہے کہ اس قدر زمانہ غفلت میں گزر گیا اور ہم ہندوستان کے لوگوں کو بھی مسیح موعود کی آمد کی خبر نہ دے سکے۔ ذرا تم اپنے متعلق ہی اندازہ لگاؤ تمہارے اندر مسیح موعود کی محبت ہوتی اور مسیح موعودؑ مثلاً چین میں پیدا ہوتے اور تمہیں ان کے زمانہ میں کوئی نہ بتاتا بلکہ ان کے بعد کچھ لوگ تمہیں بتاتے تو کس قدر تمہیں ان پر رنج آتا۔ غرضیکہ ہماری اس کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے بہت کچھ ملک کو نقصان پہنچا ہے۔ ہم نے یہ ذمہ داری سمجھ لی ہے کہ چند مبلغ جا کر تبلیغ کر چھوڑیں اور بس۔ اس طرح سب کا فرض ادا ہوگیا۔ اسی لئے میں نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ جماعت کا ہر فرد تبلیغ کے لئے سال میں ایک ماہ باہر نکلے۔ جب تک تمام کی تمام جماعت اس فرض کو اس طرح سے ادا نہ کرے گی تب تک کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ مجھے کتنی شرم آئی جبکہ ایک شخص نے مجھے لکھا کہ

آپ کی جماعت میں مبلغ تو ہیں لیکن مجاہد بہت کم ہیں۔ یہ ایسی طنز تھی کہ اس کی بجائے اگر وہ شمشیر سے ہمیں قتل کر دیتا تو بہتر تھا۔

آج ہی بخارا کے متعلق کسی قدر مفصل رپورٹ میاں محمد امین خان کی طرف سے آئی ہے وہ کوئٹہ پہنچ گئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ جب میں چھوٹ کر بخارا سے بھاگا اور میں نے سمجھا کہ اب تو وہ مجھے مار ہی ڈالیں گے اس لئے مرنے سے پہلے پہلے کسی کو جلدی سے کچھ سنا دوں تو اس گھبراہٹ میں میں نے ایک عالم حاجی کے پاس پہنچ کر اسے تبلیغ شروع کر دی اور بڑے جوش کے ساتھ اس نیت سے تبلیغ شروع کی کہ میں تو شاید مارا جاؤں گا اس سے پہلے کچھ تبلیغ کر جاؤں۔ اس وجہ سے تبلیغ کا اتنا اثر ہوا کہ جب میں نے کہا کہ مسیح موعود آ گیا۔ تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا میں مانتا ہوں۔ پھر میں اس کو بٹھاتا اور تبلیغ شروع کرتا لیکن جب حضرت مسیح موعود کا نام لیتا تو پھر کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ میں مانتا ہوں اور یہ حاجی اس جگہ کے بڑے عالم ہیں۔

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ایک اور رئیس کے پاس پہنچا جو بڑا تاجر بھی ہے اور جس کا مکان کئی لاکھ کا ہے اس نے وہ مکان مبلغوں کے لئے وقف کر دیا ہے اس کو جب تبلیغ کی گئی تو اس پر بھی اسی وقت اتنا اثر ہوا کہ جب اس کے سامنے وہ حاجی صاحب زیادہ تحقیق کے لئے اور لوگوں کے سوالات کا جواب پوچھنے کے لئے کچھ جرح کرتے تو وہ تاجر غصہ میں آکر کہتا کہ تم کیوں سوال کرتے ہو۔ جب ہم نے ان کی باتوں کو مان لیا ہے اور یہ مہدی کے نائب کا نائب ہے تو بس جو یہ کہتا ہے وہی صحیح ہے۔ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ یہ بات کس طرح ہے۔ یہ حال ہے ان لوگوں کا جو ماموروں کی محبت رکھنے والے ہیں۔ پھر اس تاجر نے کہا کہ ہم سب خرچ مبلغوں کا برداشت کریں گے تو باہر خدا تعالیٰ ایسی جوشیلی جماعتیں تیار کر رہا ہے جو ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ افریقہ کے احمدیوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اخلاص میں چُور ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے تھوڑے عرصہ کے اندر ہی ہزاروں کی تعداد تک پہنچ گئے ہیں اور وہ لوگ احمدیت پر فدا ہو رہے ہیں۔ جب ان لوگوں کا یہ حال ہے تو وہ لوگ جو مرکز کے رہنے والے ہیں ان کی غفلت نہایت ہی قابلِ افسوس ہے۔ مرکز سے مراد یہ ہے کہ جو اس ملک کے لوگ قادیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ سستیاں چھوڑ دو اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہمارے کاموں میں برکت ہو۔ اور ان کامیابیوں کے نظارے کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جن کی خبر حضرت مسیح موعودؑ کو خدا تعالیٰ نے دی ہے۔

(الفضل ۲۱ ستمبر ۱۹۴۳ء)

۱؎ بخاری کتاب القدر باب العمل بالخواتیم۔